قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

جمعۃالمبارک 09 جولائی 2021ء | 28 ذوالقعدہ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:162

## فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

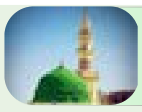

### اے معاذؓ! مقدمہ کا کس طرح فیصلہ کرو گے؟

جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو ان سے پوچھا کہ اے معاذ! جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہو گا تو تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔عرض کیا اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ کی کتاب میں تمہیں وہ مسئلہ نہ مل سکے تو پھر؟ عرض کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر سنت رسول میں بھی نہ پاؤ اور کتاب اللہ میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا کہ أَجْتَهِدُ رَأْيِي یعنی میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور کہا کہ الحمد للہ ،اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے سفیر کو اس بات کی توفیق دی جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

(سنن أبو داؤد کتاب الاقضیۃ بَابُ اجْتِهَادِ الرَّأْيِ فِي الْقَضَاءِ)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

### ہدایت کے تین ذرائع

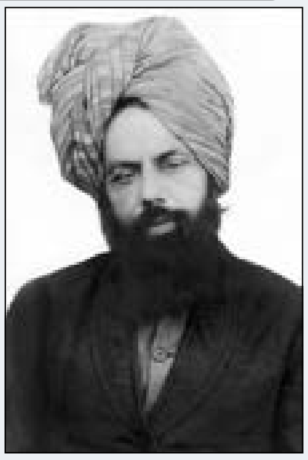

مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں (1) **قرآن شریف** جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔ وہ خدا کا کلام ہے۔ وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (2) دوسری **سنت** اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے۔ بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنت الگ چیز۔سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل۔ اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کیلئے لاتے ہیں تو اپنے عملی فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے۔ اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (3) تیسرا ذریعہ ہدایت کا **حدیث** ہے۔ اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے......................

**ہماری جماعت** کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اسپر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے۔ اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 209 تا 212)

## ارشادِ باری تعالیٰ

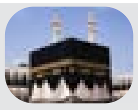

تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾

(الجاثیۃ : 7)

ترجمہ: یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تیرے سامنے حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد پھر اَور کس بات پر وہ ایمان لائیں گے؟

## فرمان خلیفہ وقت

جیسا کہ مَیں نے کہا دنیاوی میدان کے علم و معرفت میں ترقی کی دعا بھی ہے۔ روحانی میدان میں آگے بڑھتے چلے جانے کی اور خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے کے لئے بھی یہ دعا ہے اور ہدایت کیونکہ صرف خدا تعالیٰ ہی دے سکتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَالۡھُدٰی (البقرہ: 121) کہ یقینا اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ اس لئے یہ دعا بھی سکھائی کہ کسی بھی معاملے میں ہدایت حاصل کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ہمیں سیدھے راستے پر ہدایت دے۔ ہر چیز جو مانگی جارہی ہے اس کے لئے جو راستے معین ہیں ان کی طرف ہدایت دے تا کہ ہم ان پر صحیح طرح چل بھی سکیں، ان کو حاصل بھی کرسکیں اور نہ صرف حاصل کرسکیں بلکہ جلد از جلد حاصل کرسکیں۔ تو یہ دُعا ترقی کے حصول کے لئے ابھارتی رہتی ہے۔ کیونکہ اس دُعا کے ساتھ ایک انسان اللہ تعالیٰ سے یہ کہتا ہے کہ مجھے ایسے راستے پر چلا جہاں میرے تمام کام جائز ذرائع سے ہی ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے ایک منزل پر پہنچ جاؤں تو اگلی منزل کی طرف راہنمائی فرماتا کہ بغیر وقت کے ضیاع کے اگلی منزلوں کی طرف بھی رواں دواں ہو جاؤں اور منزلوں پر منزلیں طے کرتا چلا جاؤں۔۔۔۔

۔۔۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنۡ یُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰہِ یَہۡدِ قَلۡبَہٗ (التغابن:12) اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت کے راستوں کی طرف پھیر دیتا ہے، ان پر چلاتا ہے۔ پھر فرمایا وَاِنۡ تُطِیۡعُوۡہُ تَہۡتَدُوۡا (النور: 55) کہ اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ گے۔

یہاں اس آیت میں جو مضمون چل رہا ہے، اس سے مراد پہلے آنحضرت ﷺ کی اطاعت ہے۔ آنحضرت ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور ہدایت کیا ہے؟ جیسا کہ شروع میں میں نے بتایا کہ ترقی کی منزلوں پر آگے قدم بڑھانا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور محبت کو آنحضرت ﷺ کی پیروی اور اطاعت سے مشروط کیا ہے۔ اس کا بھی قرآن کریم میں ذکر ہے۔ پس اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی دعا ایمان میں مضبوطی، ہدایت میں آگے بڑھتے چلے جانے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اپنے بندے کو بے شمار انعامات سے نوازتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 13 فروری 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

### اس شمارہ میں

- خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم (منظوم)
- انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں (مسیح موعودؑ)
- مکرم محمود احمد قریشی صاحب، مخلصین لاہور کا ایک معتبر نام
- مالی نظام

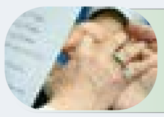

## دربارِ خلافت

# تم ولی اور پیر بنو نہ کہ ولی پرست اور پیر پرست (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں تقویٰ پر چلنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف بے انتہا توجہ دلائی ہے۔ ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم ولی اور پیر بنو نہ کہ ولی پرست اور پیر پرست۔

(ماخوذ از ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 139۔ ایڈیشن 1998ء)

آجکل کے پیروں نے تو دین کو استہزاء کا نشانہ بنایا ہوا ہے۔ اب دیکھ لیں یہ بہت بڑی بات ہے کہ آپ ہم سے خواہش رکھتے ہیں کہ ولی اور پیر بنو۔ خود ہر ایک اپنی ذات میں ولی اور پیر ہو۔ لیکن آجکل کے پیروں کی طرح نہیں جنہوں نے اسلام کو استہزاء کا نشانہ بنالیا ہوا ہے۔ آجکل کے پیر تو لوگوں کو غلط راستے پر ڈال کر جنت کا لالچ دے کر دوزخ کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اُن کی ایک بہن کسی پیر کی مرید تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے اُنہیں کہا کہ تم بھی اب کچھ خوفِ خدا کرو، اب سمجھ جاؤ، اپنی دنیا و عاقبت سنوارو اور احمدی ہو جاؤ۔ تو وہ کہنے لگی کہ مجھے احمدی ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے فلاں پیر صاحب کی بیعت کر لی ہے وہ بڑے پہنچے ہوئے پیر صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھے کہہ دیا ہے کہ تمہیں کسی قسم کی نیکیاں کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم ہماری سچی مریدنی ہو، جو جی میں آئے کرتی رہو، کوئی نیکی بجالانے کی ضرورت نہیں، تمہارے سب گناہ ہم نے اُٹھا لئے ہیں۔ گویا کفّارہ کا نظریہ صرف عیسائیوں میں نہیں ہے ان مسلمان پیروں نے بھی پیدا کیا ہوا ہے تو کیا یہ لوگ خیرِ اُمت کہلانے کے حقدار ہیں؟ بہر حال حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بہن کو کہا کہ دوبارہ اپنے پیر صاحب کے پاس جاؤ تو اُن سے پوچھنا کہ جب قیامت کے دن ایک ایک شخص سے اُس کے عمل کے بارہ میں پوچھا جائے گا اور گناہوں کی وجہ سے جوتیاں پڑنی ہیں تو پھر پیر صاحب کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ نے اپنے مریدوں کے گناہ اُٹھا لئے ہیں آپ کو کتنی جوتیاں پڑیں گی؟ تو بہر حال وہ کہنے لگیں کہ مَیں پیر صاحب سے ضرور پوچھوں گی۔ دوبارہ جب آپ کو ملنے آئیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا پیر صاحب سے سوال پوچھا تھا؟ کہنے لگیں مَیں نے پوچھا تھا اور جس بات کو آپ نے بہت بڑا مسئلہ بنا کر پیش کیا تھا، پیر صاحب نے تو اُسے منٹوں میں حل کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیسے؟ کہنے لگی میرے سوال پر پیر صاحب کہنے لگے دیکھو جب فرشتے تم سے پوچھیں کہ تم نے فلاں فلاں گناہ کیوں کئے ہیں تو کہہ دینا مجھے تو اس کا کچھ نہیں پتہ۔ یہ پیر صاحب یہاں کھڑے ہیں مجھے تو انہوں نے کہا تھا کہ جو جی میں آئے کرو، تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ اب یہ پیر صاحب کھڑے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ اس پر وہ تمہیں چھوڑ دیں گے، تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے۔ جب تمہاری طرف سے نظریں پھیریں تم دوڑ کر جنت میں داخل ہو جانا۔ پیر صاحب کہتے ہیں باقی رہ گیا میرا معاملہ تو جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو مَیں اپنی لال لال آنکھیں نکال کر غصے سے کہوں گا کہ کربلا میں ہمارے نانا حضرت امام حسینؓ نے جو قربانیاں دی تھیں کیا وہ کافی نہیں تھیں کہ آج پھر تم لوگ ہمیں تنگ کر رہے ہو۔ دنیا میں دنیا والوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا تھا اور آج یہاں آئے ہیں تو تم بھی وہی طریق اختیار کئے ہوئے ہو اور ہمارے اعمال کے بارے میں پوچھ رہے ہو کہ کئے کہ نہیں کئے۔ تو اس پر فرشتے شرمندہ ہو کر ایک طرف ہٹ جائیں گے اور ہم گردن اکڑاتے ہوئے جنت میں بڑے رعب، دبدبے سے داخل ہو جائیں گے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلدنمبر 7 صفحہ نمبر 208 تا 209)

یہ ہے اُس وقت کے پیروں کا حال۔ آجکل کے پیر بھی اس قسم کے ہیں کہ بغیر اعمال کے جنتیں دینے والے ہیں جو حقیقت میں دوزخ کی طرف رہنمائی کرنے والے ہیں۔ خود بھی دوزخ میں گرنے والے ہیں اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرف لے جانے والے ہیں۔ حقیقت میں جو جنت اس مبارک زمانے میں انسانوں کے قریب کی گئی ہے وہ وہ جنت ہے جس کے راستے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھائے ہیں۔ قرآن و حدیث کی خوبصورت وضاحت کر کے، اعمال کے بجالانے کی طرف توجہ دلا کر، لغویات اور بدعات کو ختم کر کے، دنیا کو خدا کے حضور سربسجود ہونے کے طریق بتا کر، یہ راستے ہیں جو جنت میں جانے کے ہیں اور اس

بقیہ صفحہ 7 پر

# خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم

خلافت خدا کی ہے سنّت قدیم
خلافت عطائے خدائے کریم
خلافت اندھیرے میں شمعِ حریم
خلافت خدا کی ہے نعمت عظیم
جہاں میں خلافت کا جو نور ہے
جو دور اس سے، اُس سے خدا دور ہے

خلافت سے ہم کو محبّت ملی
اسی کی اطاعت میں ہے زندگی
یہاں معرفت کے ملے جام بھی
کوئی بھی نہ باقی رہی تشنگی
پلانے پہ ساقی جو مامور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

خلافت سے بڑھ کر نہ نعمت کوئی
نہ دیکھی ہے ایسی محبّت کوئی
جو کر لیتا ہے اس کی بیعت کوئی
نہیں کرتا ویسی اطاعت کوئی
ہو نازل خدا جس پہ وہ طور ہے
جو دور اس سے اس سے خدا دور ہے

خلافت نے رستہ دکھایا ہمیں
کسی نے بھی جب آزمایا ہمیں
اسی نے ہے جینا سکھایا ہمیں
وہ یوں دیکھ کر مسکرایا ہمیں
ہمارا خلیفہ جو مسرور ہے
جو دور اس سے اُس سے خدا دور ہے

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

(مضمون نگار: حنیف احمد محمود۔لندن)

# انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں (مسیح موعودؑ)

مؤرخہ 12 اکتوبر 1902ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹیؓ نے ایڈیٹر ''شحنۂ حق'' کی ایک خواب کا ذکر کیا کہ اس نے حضرت اقدسؑ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ سر پاؤں سے لگا ہوا ہے جس پر آپؑ نے فرمایا کہ ''جو لوگ مامورین کو بُری صورت میں دیکھتے ہیں وہ لوگ اپنی پردہ دری کراتے ہیں۔۔۔ چنانچہ تعطیر الانام میں ایسا ہی لکھا ہے کہ جب کسی نبی مامور و مرسل کو ردّی حالت میں دیکھتا ہے مثلاً مجذوم دیکھتا ہے یا برہنہ دیکھتا ہے یا یہ کہ وہ بُری غذا کھاتے ہیں تو یہ سب اس کے اپنے ہی حالات ہوتے ہیں۔ انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں اور اس کی اصلی صورت دکھا دیتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 229-230)

''انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں'' کے الفاظ اپنے اندر بہت گہرے اور دقیق معانی رکھتے ہیں۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ کا قول ہے اَلْمُسْلِمُ مِرْآةُ الْمُسْلِمِ کہ مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ ہے۔ آئیں! قرآن کریم میں بیان انبیاء کی سیرت کا ایک ایک پہلو اُن کو آئینہ تصور کرتے ہوئے اس غرض اور نیت سے دیکھتے ہیں کہ ہم بھی ان انبیاء کی سیرت و شمائل کو اپنے اندر اُتارنے والے بنیں۔

حضرت آدمؑ سے بات کا آغاز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جس درخت کے پاس جانے اور اسے چکھنے سے منع کیا تھا وہ آپ اور آپ کی اہلیہ نے چکھا جس پر ان دونوں کی کمزوریاں ان پر ظاہر ہوئیں تو انہوں نے جنّت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔

(الاعراف:23)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پتوں کے لباس سے ''لباس تقویٰ'' مراد لی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

''اس کے بعد اُس لباس کا ذکر ہے جو بظاہر پتوں کی صورت میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوڑھا تھا مگر اس سے مراد لباسُ التقویٰ کے سوا اور کوئی لباس نہیں تھا۔ اسی طرح بنی نوع انسان کو متنبہ فرمایا گیا ہے کہ جس طرح ایک دفعہ شیطان نے آدمؑ کی قوم کو پھسلایا تھا وہ آج بھی اسی طرح انبیاء کی قوموں کو پھسلا رہا ہے اور جنت سے نکلنے کا اصل مفہوم دائرہ شریعت سے باہر نکلنے پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ دائرہ شریعت میں ہی جنت ہے اور اس سے باہر جہنّم کے سوا کچھ نہیں۔ آج بھی قرآن کریم کے دائرہ شریعت سے باہر نکلنے کے نتیجہ میں سارے بنی نوع انسان ہر قسم کے جسمانی اور روحانی جہنّم میں مبتلا کر دیئے گئے ہیں۔ اسی مضمون کو کہ زینت اصل میں تقویٰ کی زینت ہے، اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا کہ مسجد میں جانے سے تمہیں کوئی زینت نہیں ملے گی جب تک کہ تم اپنی زینت یعنی تقویٰ کو ساتھ لے کر نہیں جاؤ گے۔''

(تعارف سورۃ الاعراف قرآن کریم اردو ترجمہ صفحہ 239-240)

## حضرت ابراہیم علیہ السلام

جو ابو الانبیاء کہلاتے ہیں۔ قرآن کریم میں دو انبیاء کے طریق کو اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ ایک آپؑ اور دوسرے ہمارے بہت ہی پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ حتیٰ کہ آپؐ کو ابراہیم حنیف کی ملت کی پیروی کا حکم ہے (النساء:126) اور سب سے بڑھ کر مقام ابراہیم کو اپنی نمازوں میں اپنانے اور ملّت ابراہیم کی پیروی کا حکم ہے۔ (البقرۃ: 126 و آل عمران: 96)۔ آپؑ کو مسلم قرار دیا لہٰذا لفظ ''مسلم'' پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ اور پھر آپؑ نے تعمیر کعبہ کیا جس کی طرف امت مسلمہ کو مُنہ کر کے نمازوں کی ادائیگی کا حکم ہے اور پھر حج کی راہیں متعین ہوئیں۔

## حضرت ادریس علیہ السلام

آپؑ کا ذکر صبر کرنے والوں میں ملتا ہے۔

(الانبیاء:86)

## حضرت اسحٰق علیہ السلام

آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ سے کام (محنت) کرنے والا اور دور اندیش اور صاحب بصیرت قرار دیا (ص:46) اور ایسے امام بنایا جو لوگوں کو نیک باتوں کی ہدایت کرتے تھے یعنی داعی الی اللہ تھے۔

## حضرت اسماعیل علیہ السلام

آپؑ ذبیح اللہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ایک بہت بڑی قربانی کے لئے چُن لیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس بیٹے کی قربانی کا خواب دیکھا تھا وہ آپؑ کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ کر آنے سے پورا ہوا۔ آپؑ کی جسمانی اور روحانی ذریت سے آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''ذبح عظیم سے مراد خدا کی راہ میں قربان ہونے والے سب انبیائے کرام سے بڑھ کر عظیم وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کا آنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچ جانے پر موقوف تھا۔''

(ترجمہ قرآن کریم صفحہ 793 حاشیہ زیر آیت الصافات آیت 108)

آپؑ، اپنے والد حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کی تعمیر نو میں شریک ہوئے (البقرۃ:128)۔ اور آپؑ اپنے اہل و عیال کو نماز و زکوٰۃ کی تلقین کرتے تھے۔ (مریم:56)۔

## حضرت الیاس علیہ السلام

آپؑ کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو دفعہ فرمایا ہے۔ سورۃ الانعام اور سورۃ الصّافّات میں۔ بائبل میں آپؑ کا نام ''ایلیا'' ملتا ہے جنہوں نے غیر معمولی قربانی سرانجام دی تھی۔ قرآن کریم میں ذکر ہے آپؑ نے اپنی قوم کو ''بعل'' کی عبادت سے منع فرمایا اور اللہ کی عبادت کی تلقین کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ''اِلْ یَاسِیْن'' یعنی جمع کے صیغے سے بھی پکارا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''عبرانی طرز کلام میں واحد کے لئے بھی عزت کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ان کی کتب میں آنحضرت ﷺ کا نام مُحمّدؐ نہیں بلکہ ''مُحمّدیم'' لکھا ہوا ہے۔ چونکہ ایلیا (الیاس) نے بھی غیر معمولی قربانی سرانجام دی تھی۔ اس لئے آپؑ کا بھی جمع کے صیغہ میں ذکر فرمایا گیا۔''

(ترجمہ قرآن کریم صفحہ 795 زیر آیت الصّافّات آیت 131)

## حضرت الیسعؑ علیہ السلام

حضرت الیسعؑ کا ذکر بھی قرآن کریم میں دو جگہ پر ہے۔ آپؑ کو آپؑ کے حسن عمل کی وجہ سے اخیار یعنی چنیدہ لوگوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کی۔ (ص:49)

## حضرت ایوب علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو عظیم الشان صاحب صبر نبی قرار دیا ہے۔ آپؑ کو جلد کی بیماری ہوگئی تھی۔ آپؑ نے اس تکلیف دہ بیماری کو بہت صبر سے برداشت کیا۔ آپؑ کو اس دوران اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ (الانبیاء:84) کی دُعا سکھلائی گئی جس سے اس ابتلاء کا خاتمہ ہوا۔ جو آج صحت کے حصول یا بیماری سے شفا پانے کی دُعا کہلاتی ہے۔

## حضرت داؤد علیہ السلام

آپؑ کو ''خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ'' کہا گیا۔ اور آپؑ کو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے اور اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرنے کی تلقین کی گئی۔ اور آپؑ اور آپؑ کی آل کو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی نصیحت کی گئی کیونکہ آپؑ کو مملکت عطا کی گئی تھی۔ اور آپؑ ''ذَاالْاَیْدِ'' یعنی آپؑ کو دسترس اور طاقت عطا کی گئی تھی۔ آپؑ کے لئے لوہے کو نرم کیا گیا۔ جس سے آپؑ نے جنگوں میں زرہیں بنائیں اور بہت سی نعمتوں جیسے ''زبور'' سے نوازا گیا تھا۔ جن کی بناء پر تشکر الٰہی کی نصیحت کی گئی۔ آپؑ کا ذکر تفصیل سے سورۃ ص، النمل، النساء اور سبا میں ملتا ہے۔ آپؑ صاحب شریعت نبی تھے۔

## حضرت سلیمان علیہ السلام

آپؑ حضرت داؤدؑ کے جانشین تھے۔ آپؑ کو تانبے کی کان کنی اور اس کے استعمال کی صفت سکھلائی گئی تھی۔ آپؑ کو بھی بہت سی نعماء سے نوازا گیا تھا۔ آپؑ کو ان نعمتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا اور شکر گزار بندہ قرار دیا گیا۔ جو نعمتیں والدین پر ہوں ان کا بھی شکر بجا لانا ضروری ہے۔ آپؑ کی ان عادات بالخصوص عاجزی کے ساتھ جھکنے کی وجہ سے آپؑ کو ''نِعْمَ الْعَبْدُ'' کہا گیا (ص:31) اور دوسری خوبی یہ تھی کہ اس نے کہا کہ میں مال کی محبّت اپنے ربّ کی یاد کی وجہ سے کرتا ہوں (ص:33)۔ اور تیسری خوبی یہ تھی کہ آپؑ داعی الی اللہ بھی خوب تھے۔ آپؑ نے ملکہ سبا کو خط بھی لکھا اور خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی نصیحت کی۔

## حضرت زکریا علیہ السلام

آپؑ بڑھاپے میں اپنے ہاں اعجازی پیدائش کے حوالے سے

جانے جاتے ہیں۔ آپ نے جب حضرت مریمؑ کے ہاں معجزانہ پیدائش کی اطلاع پائی تو آپ نے محراب میں کھڑے ہو کر رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ (الانبیآء:90) اور رب ھب لی من لدنک ذریہ طیبہ کی دُعا کی اور آپؑ کو یحییٰ کی پیدائش کی بشارت دی گئی۔ جبکہ آپ اتنے بوڑھے تھے کہ سفیدی سے گویا سر بھڑک اُٹھا تھا۔ اور بیوی صرف بوڑھی ہی نہیں بلکہ بانجھ تھی۔ اور آپؑ کا شمار نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں میں بھی ہوتا ہے۔ (الانبیآء:91)

لہٰذا اولاد سے محروم افراد کو حضرت زکریاؑ کے آئینہ میں اُتر کر آپؑ کی صفات، تقویٰ اور دُعا کو اپنانا چاہئے۔ نیز آپؑ نے چونکہ حضرت مریمؑ کی پاک باطنی سے متاثر ہو کر بیٹے کی دُعا کی تھی، اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ نو کی جو مبارک تحریک فرمائی اور ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی توثیق فرمائی اور واقفین نو کی ماؤں کو حضرت مریمؑ کی یہ دُعا کرنے کی بھی تلقین فرمائی۔ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ (آل عمران: 36)

## حضرت شعیب علیہ السلام

آپؑ کا ذکر قرآن کریم میں قوم کو ماپ تول پورا پورا کرنے کی تاکید (الاعراف:86) اور قوم کو تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کے حوالے سے ملتا ہے۔ (الشعرآء:178)

## حضرت صالح علیہ السلام

آپؑ قومِ ثمود کی طرف بھیجے گئے تھے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی تلقین کی۔ ان کے انکار پر قوم کو استغفار اور توبہ اختیار کرنے کو کہا۔ (ھود:62) حضرت صالحؑ نے تبلیغ کے لئے ایک ناقہ (اونٹنی) پال رکھی تھی۔ قوم نے اس کی کونچیں کاٹ دی تھیں تا آپ تبلیغ نہ کرسکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ:

”حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام جس ناقہ پر پیغام پہنچانے کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔ جب اس ناقہ کی کونچیں ان کی قوم نے کاٹ ڈالیں تو پھر اُن پر بہت بڑی تباہی آئی۔ پس نبیوں کے دشمن جب بھی ان ذرائع ابلاغ کو کاٹتے ہیں جن کے ذریعہ ہدایت کا پیغام پہنچایا جاتا ہے تو وہ بھی ہمیشہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔“

(تعارف سورۃ الشمس ترجمۃ القرآن صفحہ 1173)

## حضرت لقمان علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو حکمت عطا کی جس کا مرکزی نقطہ شکرِ الٰہی ہے اور کہا گیا کہ جو بھی شکر کرے گا تو وہ محض اپنی بھلائی کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرے۔ تو یقیناً اللہ غنی ہے۔ (لقمٰن:13) اللہ تعالیٰ نے لقمانؑ کے نام سے سورۃ بھی نازل فرمائی۔ جس میں حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو درج ذیل نصائح کا ذکر فرمایا:

اللہ کا شرک نہ کرو۔ اللہ اور اپنے والدین کا شکر ادا کر۔ اگر والدین شرک کی طرف تجھے بلائیں تو ان کی اطاعت نہ کر۔ مگر دنیا میں دستور کے مطابق ان سے سلوک فرما۔ نماز قائم کر۔ اچھی باتوں کا حکم دے۔ ناپسندیدہ باتوں سے روک۔ ہر پہنچنے والی مصیبت پر صبر کر۔ لوگوں کے ساتھ نخوت سے پیش نہ آ۔ زمین میں اکڑ کر نہ چل۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اپنی آواز کو دھیما رکھ۔

## حضرت لوط علیہ السلام

آپؑ کا قرآن کریم کی نو سورتوں میں تفصیل سے ذکر ہے۔ قوم کی ہلاکت اور اس کی پیشگوئیوں کا ذکر ہے۔ آپؑ نے اپنی قوم کو فحاشی سے روکا۔ جس کا ذکر تین سورتوں میں ملتا ہے۔ قوم نے آپؑ کو بہت تنگ کیا۔

## حضرت نوح علیہ السلام

آپؑ کا شمار میثاق النّبیّین میں سے ہوتا ہے یعنی ایسے انبیاء جن سے اللہ تعالیٰ نے عہد لیا تھا۔ وہ تاکیدی حکم کیا تھا کہ تم دین کو مضبوطی سے قائم کرو۔ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ کرو۔ حضرت نوحؑ کی تعلیمات کو دین اسلام میں شامل کیا۔ (الشوریٰ:14) قوم کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور قوم کو پانی کے عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ آپؑ نے ایک کشتی بنائی۔ جس پر آپؑ اور متبعین سوار ہو کر بچ نکلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کا نوح قرار دیا۔ آپ نے بھی ایک کشتی بنائی جو کشتی نوح کہلائی۔

## حضرت ہود علیہ السلام

آپؑ کے نام سے ایک سورۃ قرآن کریم نازل ہوئی جس کے متعلق آنحضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ کو جب یہ ارشاد ہوا فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ (ھود:113) تو لکھا ہے کہ آپؐ کے کوئی سفید بال نہ تھا پھر سفید بال آنے لگے تو آپؐ نے فرمایا مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 145)

حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو بار بار اوپر تلے تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔

(الشعراء:125)

## حضرت یحییٰ علیہ السلام

آپؑ کے نام کا اس سے قبل کوئی شخص نہ تھا (مریم:8) اور آپؑ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمرہ تھے۔ (الانبیآء:91) اور بعض سابقہ پیشگوئیوں کے مصداق اور بعض انبیاء کے مصدق ٹھہرے۔ (آل عمران: 40)

سورۃ مریم میں آپؑ کو دیئے گئے جن احکامات اور آپؑ کی جن خوبیوں کا ذکر ہے وہ یوں ہیں:

اے یحییٰ! کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور ہم نے اسے بچپن ہی سے حکمت عطا کی تھی۔ نیز اپنی جناب سے نرم دلی اور پاکیزگی بخشی تھی اور وہ پرہیز گار تھا اور اپنے والدین سے حسنِ سلوک کرنے والا تھا اور ہرگز سخت گیر اور نافرمان نہ تھا۔ اور سلامتی ہے اس پر جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن اسے دوبارہ زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔ (مریم:13-16)

پس ہم سب کو بالخصوص واقفین و واقفات نَو کو ان صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اور حضرت یحییٰؑ کی صفات کے آئینہ میں ان کو دیکھتے ہوئے، یحییٰ بننے کی کوشش کریں۔

## حضرت یعقوب علیہ السلام

آپؑ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نافلہ یعنی پوتے تھے۔ آپؑ کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسرائیل بھی رکھا ہے (آل عمران:94) آپؑ نے اپنی اولاد کو توحید پر قائم رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے میرے پیارے بچو! اللہ نے تمہارے لئے اس دین کو چُن لیا ہے پس فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (البقرۃ:133) کہ تم ہر گز نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ بچے بھی کمال مطیع و فرمانبردار تھے۔ جنہوں نے والدمحترم حضرت یعقوبؑ کے پوچھنے پر کہا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے اجداد ابراہیمؑ، اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام کے معبود کی جو ایک ہی ہے عبادت کرتے رہیں گے اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ (البقرۃ:134)

## حضرت یوسف علیہ السلام

قرآن کریم میں جن انبیاء کے ذاتی ناموں سے سات سورتیں آئی ہیں، ان میں سے ایک حضرت یوسفؑ بھی ہیں۔ جو آپؑ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور ادوار کو اُجاگر کرتی ہے۔ آپؑ کو علم وحکمت کے ساتھ ساتھ خوابوں کی تعبیر کا علم دیا گیا تھا۔ آپؑ کو اگر انبیاء کے آئینہ میں دیکھا ہو تو دو وصف بہت اہم ہیں۔

آپؑ نے اپنے بھائیوں کو لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ (یوسف:93) کہہ کر معاف فرمادیا۔

جب ایک لمبے عرصہ کے بعد والدین سے آپؑ کی ملاقات ہوئی تو آپؑ نے اپنے والدین کا احسن رنگ میں استقبال کیا اور ان کو اپنے قریب بٹھاتے ہوئے تکریم بخشی اور عزت کے ساتھ تخت پر بٹھایا۔

(یوسف:100، 101)

## حضرت یونس علیہ السلام

آپؑ کے نام سے بھی سورت قرآن میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القلم کے آغاز پر ”ن“ سے بھی ذوالنون یعنی یونسؑ مراد لئے ہیں۔

(ترجمۃ قرآن۔ تعارف سورۃ القلم ص 1060)

آپؑ کو سمندر میں ایک مچھلی نے نگل لیا تھا، مگر پھر اُگل دیا۔ اور حضرت یونسؑ کو سمجھایا کہ وعید بسا اوقات توبہ و استغفار سے ٹل جایا کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ ”تب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو یہ سبق سکھایا کہ اس کے وعید بسا اوقات توبہ و استغفار سے ٹل جاتے ہیں اور اس پر ان کو یہ دُعا بھی سکھائی کہ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ (سورۃ الانبیاء:88) کہ تُو تو ہر کمزوری سے پاک ہے۔ میں ہی ظالم تھا جو ایک توبہ کرنے والی قوم پر عذاب کا متمنی رہا۔“

(تعارف سورۃ القلم ترجمۃ القرآن صفحہ 1060)

انبیاء کے آئینہ میں دیکھتے ہوئے جو سبق ہمیں یہاں ملتا ہے اس

کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الصافات آیت 144، 145 میں حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر میں فرمایا کہ اگر آپ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو ہمیشہ مچھلی کے پیٹ میں رہتے تو گویا ہمیں بھی ''مُسَبِّحِیْنَ'' میں رہنا چاہئے تا ہماری مشکلات بھی دور ہوں۔

## حضرت موسیٰ علیہ السلام

آپؑ صاحب شریعت تھے۔ تورات آپؑ پر اُتری تھی۔ آپ معجزوں کے لحاظ سے مشہور تھے۔ لاٹھی کا عصا بنانا اور سمندر کا پھٹ جانا آپ کے معجزوں میں سے تھا۔ آپ کوہ طور پر خدا تعالیٰ کی تجلّی دیکھنے گئے تھے۔ آپ کو وہاں حضرت محمدؐ کی خبر دی گئی۔

(ترجمۃ القرآن خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 951)

نیز حضرت محمدؐ کی آپؑ سے مشابہت کا بھی ذکر قرآن کی سورۃ المزمل 16میں ملتا ہے۔ فرعون اور اس کی قوم کی طرف سے آپؑ کو سخت مخالفت کا سامنا رہا۔ آپؑ کو سمندر میں بہا دیا گیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ نے والدہ سے ملنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ آپؑ کو فرعون کے لئے نو نشانات دیئے گئے۔ (بنی اسرائیل:102) آپؑ نے حضرت ہارونؑ کو اپنا معاون بنانے کی خدا تعالیٰ سے درخواست کی جو قبول کر لی گئی اور حضرت ہارونؑ کو آپؑ کا وزیر بنا دیا گیا۔ (طٰہٰ:30-36) آپؑ نے فرعون کے پاس جاتے یہ دُعا کی تھی۔ رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ۔ وَیَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ۔ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ۔ یَفۡقَہُوۡا قَوۡلِیۡ (طٰہٰ: 26 تا27) ہم میں سے ہر ایک کو تبلیغ، دعوت الی اللہ، اور اپنا مافی الضمیر کو اعلیٰ رنگ میں بیان کرنے کے لئے اس دُعا کو وِرد بنانا چاہئے۔

## حضرت ہارون علیہ السلام

آپؑ حضرت موسیٰؑ کے ہمعصر اور معاون تھے۔ حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں لکھا جا چکا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے آپ کے معاون بننے کی استدعا کی تھی جو قبول کر لی گئی۔ معاون بنانے کی وجہ یہ تھی کَیۡ نُسَبِّحَکَ کَثِیۡرًا وَّنَذۡکُرَکَ کَثِیۡرًا (طٰہٰ:34-35) کہ ہم کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیرا ذکر بھی کثرت سے کریں۔ حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام (جن پر اللہ تعالیٰ نے سلامتی بھیجی تھی) کے آئینہ میں دیکھیں تو نیکی اور دعوت الی اللہ کے کاموں میں جب کسی کو اپنا ساتھی بنائیں تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید بہت کرنی چاہئے۔

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام

آپؑ موسوی سلسلہ کے چودھویں اور آخری نبی تھے۔ آپ کا بہت تفصیل سے ذکر قرآن میں ملتا ہے۔ آپؑ رسول اللہ، کلمۃ اللہ اور روح القدس سے تائید یافتہ تھے۔ آپؑ نے یہود کے تہترویں ناجی فرقہ کی بنیاد رکھی (خلیفہ رابع) آپؑ ایک کامل موحد رسول تھے۔ آپؑ کو تورات کا علم دیا گیا تھا۔ آپ تورات کی پیشگوئیوں کے مصدق و مصداق تھے۔ آپؑ نے اپنے بعد احمد رسول کی بشارت بھی دی۔ آپؑ کی تعلیم کے خاص پہلو یہ تھے کہ آپؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے اور والدہ سے حُسنِ سلوک کرنے والا بنایا نیز میں سخت گیر اور سخت دل نہیں ہوں۔ (مریم: 32-33) اور رزق حلال کے حصول کے لئے آپ کی یہ دُعا بہت اہم ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ أَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآیَۃً مِّنۡکَ وَارۡزُقۡنَا وَأَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ (المائدۃ: 115)

حضرت عیسیٰؑ کی ایک خوبی قرآن کریم میں یہ درج ہے کہ آپؑ کے حواریوں نے نحن انصار اللہ کا نعرہ بلند کیا اور حق کی گواہی دینے والوں میں شمار کیا۔ اور وہ تائید یافتہ ٹھہرے۔ (اٰل عمران: 53۔ الصّفّ: 15)

ان کے علاوہ ذوالکفل اور ذوالقرنین کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ خدا کے چنیدہ صابرین میں سے تھے۔

## حضرت محمد ﷺ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں چار مرتبہ آپ کے اسم مبارک کا ذکر فرمایا ہے اور 48 سورتوں میں آپ کا ذکر مبارک بالواسطہ یا بلاواسطہ کیا ہے اور ان میں سے بعض سورتوں میں بار بار ذکر ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو درج ذیل القابات سے نوازا۔ طٰہٰ، یٰسٓ، المزّمّل، المدثّر، عبد اللہ، الانسان، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیّین۔ آپؐ کو مقام محمود پر فائز فرمایا۔ جو روحانی ارتقاء کا اعلیٰ ترین مقام تھا۔ آپؐ کو معراج و اسراء کا سفر کروایا گیا۔

آپؐ کے جو بلند مقام قرآن میں درج ہوئے ان میں سے بعض یہ ہیں۔ آپ کا آنا گویا خدا کا آنا تھا، آپ کا فعل خدا کا فعل تھا (الانفال:18) آپؐ کی بیعت، اللہ کی بیعت ہے (الفتح:11) آپؐ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے (النساء:89) آپؐ اللہ کے نور کے عظیم الشان مظہر تھے (النّور:36) آپؐ کی اطاعت صالح، شہید، صدیق اور نبی کا مقام دلا سکتی ہے (النساء:70) آپؐ تمام نبیوں کے سردار تھے۔ اللہ اور فرشتے آپؐ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ مومنوں کو بھی درود بھیجنے کا حکم دیا ہے (الاحزاب:57)

آپؐ حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا ثمرہ تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیشگوئی اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ کے مصداق تھے۔ آپؐ ذوالقرنین تھے اور تورات و اناجیل میں نہ صرف آپؐ کا ذکر بلکہ آپؐ کے صحابہ کا ذکر بھی ملتا ہے (الفتح:30) حضرت موسیٰؑ سے مماثلت رکھتے تھے۔ آپؐ کی تعلیم جامع، تمام کتب الٰہی کا خلاصہ، خاتم الکتب۔ آپؐ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا گیا (الاحزاب:7) آپؐ نرم دل، نرم گفتار، مومنوں کے لئے رؤوف و رحیم، مخلوق کے لئے ہمدرد، آپؐ کو مسلسل نصیحت کرتے جانے کا حکم ہوا۔ عفو کا بے نظیر نمونہ۔ زمین و آسمان کا بوجھ اٹھانے کا عزم کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مثالی عبد قرار دیا۔ (الجنّ:20) بدر کے موقع پر تضرع و ابتہال کی دُعا اور دیگر دعاؤں سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ جس کو اپنانا ضروری ہے۔ نیز تمام سیرت و شمائل کو سیرت رسولؐ کے آئینہ میں دیکھیں تو ایک خوبصورت اور حسین شکل اُبھرتی ہے جو خالق کو تو پیاری ہے ہی۔ اس کی مخلوق کو بھی بہت پیاری اور معزز ہے۔

## تمام انبیاء کے مظہر

اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے نام سے سورۃ بھی اُتاری۔ اس سورۃ کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:

''اس سورت میں جو اگرچہ آیات کی گنتی کے لحاظ سے بہت چھوٹی ہے عملاً قرآن کی گزشتہ تمام سورتوں کا خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کے مظہر تھے۔''

(تعارف سورۃ محمد ترجمۃ القرآن صفحہ 911)

پس آپ کے مقدس آئینہ میں تمام انبیاء کے چہرے، ان کے روپ نظر آتے ہیں۔ اگر آپؐ کی سیرت و شمائل کو اپنا لیا جائے۔ اگر آپؐ کی تعلیم، قرآن کریم کو حرزِ جان بنا لیا جائے تو جنّت کے تمام دروازے انسان پر وا ہو جاسکتے ہیں۔

## حضرت احمد علیہ السلام

مہدی آخر الزمان مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا ذکر براہ راست تو قرآن میں نہیں تاہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی اور بشارت ''اِسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ'' سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام بھی مراد لئے جاتے ہیں۔ اگر سورۃ الصّف میں بیان اس بشارت کا سیاق و سباق دیکھیں تو الفاظ یُدۡعٰۤی اِلَی الۡاِسۡلَامِ اور یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ کے الفاظ اور معانی حضرت مہدی و مسیحؑ کے دور پر اطلاق پاتے ہیں اور بالخصوص آیت نمبر 10 ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی کے متعلق تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آخری زمانہ میں آنے والے مسیح اور مہدی کے متعلق ہے۔

آپؑ کامل اور مکمل طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے روحانی فرزند ہیں۔ جنہوں نے حدیث نبوی کے مطابق ثریا سے ایمان اور گم شدہ اسلامی تعلیم کو لاکر دلوں میں پیوست کیا اور ایک بار پھر صحابہؓ رسولؐ کی سیرت و شمائل کے شواہد آپؑ کے رفقاء میں نظر آنے لگے۔ آپؑ نے خود فرمایا ہے

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

پس ''انبیاء آئینہ کا حکم رکھتے ہیں'' کے تحت قرآن میں بیان تمام انبیاء کی سیرت اور تعلیم کو اختصار سے اسی غرض اور نیت سے بیان کر دیا ہے تاہم اپنے اندر تمام انبیاء کی سیرت کو اُتار کر اپنی زندگیوں کو خوبصورت وحسین پھولوں کا گلدستہ بنا سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں تمام انبیاء علیھم السلام کی سیرت کو اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

(نوٹ: اس مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ انبیاء کرام کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہو۔)

منور علی شاہد۔ جرمنی

# مکرم محمود احمد قریشی، مخلصین لاہور کا ایک معتبر نام

لاہور کے ایسے مخلصین کی فہرست بہت طویل ہے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے زندگیاں بسر کیں اور اپنے پیچھے خلافت سے والہانہ وابستگی اور نظام جماعت کی کامل اطاعت کے عملی نمونے چھوڑ گئے۔ انہی مخلصین میں ایک انتہائی معتبر نام مکرم محمود احمد قریشی معتبر صاحب کا ہے۔ آپ کی سلسلہ کی خدمات کا عرصہ پچاس سال سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ کچھ لوگ باقاعدہ وقف زندگی نہیں ہوتے لیکن ان کی زندگیاں واقفین کی زندگیوں کی طرح ہی بھرپور اور فعال ہوتی ہیں، قریشی صاحب بھی ایسے ہی لوگوں میں ایک تھے۔ آپ کی پیدائش 1931ء میں بروز جمعۃ المبارک قادیان میں ہوئی تھی اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ قادیان میں مجلس اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں ’’سائق‘‘ کے عہدہ پر پہلی بار خدمت کی توفیق پائی اور اس کے بعد پھر خدمت دین کرنے کا ایک ایسا سلسلہ جاری ہوا جو آپ کی وفات کے ساتھ ہی منقطع ہوا۔ آپ کے پرانے ساتھیوں میں مکرم میاں محمد یحيٰ صاحب (نیلا گنبد)، مکرم میاں عبدالقیوم ناگی صاحب، مکرم محمد صدیق شاکر صاحب، مکرم شیخ مبارک محمود صاحب پانی پتی اور مکرم ٹھیکیدار شریف احمد صاحب قابل ذکر ہیں (مکرم حامد محمود قریشی صاحب ابن مکرم محمود احمد قریشی صاحب)۔ 1945ء میں حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ کی تحریک پر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا، پاکستان تقسیم ہونے پر مدرسہ چنیوٹ پاکستان منتقل ہوا تو وہاں تعلیم کا سلسلہ جاری رہا، مولوی فاضل کا امتحان جامعہ احمدیہ سے 1951ء میں پاس کیا۔ جب آپ چار، پانچ سال کے تھے اس وقت مغلپورہ میں والدین کے ساتھ کچھ عرصہ بسر کیا اور شام کو نہر کے کنارے سیر کرتے ہوئے جگنوؤں سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ پھر راولپنڈی شفٹ ہو گئے، دوبارہ جب 1952ء میں پنجاب یونیورسٹی میں ملازمت مل گئی تو پھر لاہور میں رتن باغ کے قریب جودھامل بلڈنگ کے ایک کمرہ میں رہائش رکھ لی، رتن باغ میں مجالس عرفان اور صحبت صالحین کی سعادتیں نصیب ہوتی رہیں جن کی بدولت آپ کے اندر بھی نکھار پیدا ہوتا رہا اور علم میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔ بعد ازاں آپ رتن باغ کے زعیم خدام الاحمدیہ منتخب ہو گئے، اس کے بعد نائب معتمد خدام الاحمدیہ، معتمد خدام الاحمدیہ، ناظم تحریک جدید، نائب قائد اور بعد ازاں قائد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی قیادت کی بھی توفیق ملی۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے قائد کی حیثیت سے ان سالوں میں قادیان

جلسہ پر جانے والوں قافلوں کے انتظامات کرنے میں بھرپور خدمت خلق کی توفیق ملی۔ جودھامل بلڈنگ میں رہائش کے دوران (جماعتی حلقہ سول لائنز) ماہ رمضان کے بابرکت دنوں میں درس قرآن دینے کی توفیق ملی اور سب سے بڑی سعادت جو مکرم قریشی صاحب کو ملی وہ دوران قیام محترمہ آپا امۃ العزیز صاحبہ (صاحبزادی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کی تینوں بیٹیوں کو پڑھانے کی تھی۔ مکرم محمود قریشی صاحب کا خدمت دین کا دور نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ سمن آباد منتقل ہونے سے پہلے سول لائنز حلقہ میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت دین کی توفیق ملی، بعد ازاں بحیثیت نائب صدر اور صدر سمن آباد 1983ء تا 2005ء تک سلسلہ کی خدمت کی۔ جماعت احمدیہ لاہور کی مجلس عاملہ میں مختلف عہدوں پر کام کی توفیق ملی ان میں سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید، سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری وصایا اور ممبر زکوٰۃ کمیٹی رہے اور یہ عرصہ 1957ء سے لے کر 1991ء تک محیط ہے۔ 2005ء میں لاہور جماعت کے نائب امیر مقرر ہوئے اور 2011ء تک رہے۔ مکرم قریشی صاحب کو 2008ء سے 2011ء تک ممبر فنانس کمیٹی صدر انجمن احمدیہ مقرر کیا گیا، ہر سال اس کے اجلاسات میں باقاعدگی سے شرکت کرتے رہے۔

یہ سراسر فضل و احسان ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

مکرم محمود احمد قریشی صاحب معتبر کے اندر نیکی، تقویٰ طہارت، انسانی ہمدردی سادگی اور عاجزی ان کے نمایاں وصف تھے، ہر وقت مسکراہٹ آپ کے چہرہ پر رہتی تھی، انسانی ہمدردی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، ہومیوپیتھی کے علاج میں آپ نے احباب کی خوب خدمت کی۔ مضمون کی طوالت کے پیش نظر مکرم محمود احمد قریشی صاحب معتبر کی زندگی کے چیدہ چیدہ اہم واقعات درج ذیل ہیں۔ 1948ء میں فرقان بٹالین فورس کے ساتھ بحیثیت رضا کار مجاہد بھرپور حصہ لیا اور جون تا اکتوبر 1948ء عملی طور پر اس جنگ میں حصہ لیا۔ 1954ء میں لاہور کے سیلاب کے دنوں میں خدمت خلق میں بہت کام کیا اور جودھامل بلڈنگ (دفتر مجلس خدام الاحمدیہ لاہور) اور جہاں رہائش تھی وہیں خدمت خلق کا سامان وغیرہ اکٹھا ہوتا تھا، صبح سے شام تک ساتھیوں کے ساتھ کام کرتے رہتے تھے۔ 1965ء کی جنگ کے دوران جب جماعت احمدیہ لاہور کو چوبیس سیکٹروں میں تقسیم کر دیا گیا تھا تو مکرم محمود قریشی صاحب کو اس کا نگران اعلیٰ مقرر کیا گیا اور اس کا مرکزی دفتر جودھامل بلڈنگ میں تھا، روزانہ بیس سے اکیس گھنٹے تک ان کو وہاں ساتھیوں کے ساتھ متفرق کام کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ، اطفال الاحمدیہ) کے وصال پر مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی طرف سے ایک قرارداد تعزیت منظور کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ، صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور خاندان اقدس ربوہ اور قادیان بھجوائی گئیں تھیں، ان کے جوابات بھی وصول ہوئے تھے۔ قادیان سے مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی طرف سے ایک جواب بنام مکرم محمود احمد قریشی صاحب وصول ہوا تھا، خط کے من وعن مندرجات درج ذیل ہیں:

از دفتر نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب

مکرمی محترمی محمود احمد قریشی صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ مع خدام و اطفال بفضل تعالیٰ خدمت دین میں مشغول ہونگے۔ سیدنا حضور ابا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال پر ملال پر آپ اور جملہ ممبران خدام و اطفال کی طرف سے تعزیتی قرارداد موصول ہوئی جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

میں آپ کا اور خدام اور اطفال کی اس ہمدردی کے لئے ممنون ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اور جملہ خدام و اطفال کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

سیدنا حضور انور کا وصال ہمارے لئے سخت رنج و الم کا باعث ہے اور یہ صدمہ نہ بھولنے والا ہے لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر پوری طرح راضی ہیں اور اس کی مرضی پر صابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضور انور کا سچا اور حقیقی جانشین بنائے اور خلافت ثالثہ کی برکات سے نوازے آمین۔

میری طرف سے تمام خدام و اطفال کو السلام علیکم کہہ دیں اور سب کا شکریہ ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ اور آپ کا

حافظ و ناصر ہو آمین فقط والسلام۔ مرزا وسیم احمد مورخہ 6-3-1966ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے استقبال کرنے کی سعادت بھی مکرم محمود احمد قریشی صاحب کو ملی، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ دورہ یورپ کے بعد تشریف لا رہے تھے، لاہور کی جماعت کی طرف سے بھی ایک وفد کراچی میں حضورؒ کے استقبال کے لئے بھیجا گیا جس میں مکرم محمود احمد قریشی صاحب کے علاوہ مکرم شیخ مبارک محمود پانی پتی صاحب، مکرم محمد صدیق شاکر صاحب اور مکرم میاں محمد یحیٰ صاحب شامل تھے۔ استقبال کے علاوہ کراچی سے ربوہ تک ریل کا سفر کرنے کی سعادت بھی ملی۔ صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر بننے والی ''مجلہ کمیٹی'' میں آپ شامل تھے۔ لاہور میں عیدین کے مواقع پر مکرم قریشی صاحب کو تکبیرات اور اعلانات پڑھنے کی توفیق ملتی رہی جو کئی دہائیوں تک جاری رہی۔ دارالذکر لاہور میں جماعت کے عہدیداروں اور مجلس مشاورت کے نمائندگان کے انتخاب کے موقع پر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور یا صدر مجلس کے ساتھ بیٹھ کر انتخاب میں معاونت کرنے کی سعادت بھی محترم قریشی صاحب کے حصہ میں آتی رہی۔ آپ کی شخصیت میں ایک وقار بھی تھا، دوسروں کی گفتگو کو انتہائی غور سے سنتے تھے، خدمت دین کے دوران تھکاوٹ نام کی کوئی چیز ان کے پاس نہیں دیکھی۔ خاکسار نے ہمیشہ ان کو دارالذکر میں تحمل اور بردباری کے ساتھ کام اور گفتگو کرتے دیکھا۔ لیکن جو خاص بات ان کی شخصیت کی ابھی تک یاد ہے وہ ان کی مسکراہٹ تھی۔ دارالذکر میں جب بھی اکٹھے ہونے کا موقع میسر آتا تو ان کے ماضی کے ایمان افروز واقعات اور دلچسپ قصوں سے سب فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم حامد محمود قریشی صاحب (حال مقیم کینیڈا) خدام الاحمدیہ کے دنوں میں قائد مجلس تھے، بعد میں قیادت سے فارغ ہوئے تو ضلع لاہور کی مجلس خدام الاحمدیہ کی عاملہ میں شامل ہوئے تو اس طرح بھی محترم قریشی صاحب کے ساتھ تعلق بنا تھا۔ ان کی اہلیہ خلافت سے محبت و وابستگی کے بارے میں لکھتی ہیں کہ ''خلافت سے گہری وابستگی رکھتے تھے، لندن اور قادیان کے جلسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کا سنتے ہی لندن روانہ ہوگئے تھے، آپ کو حضورؒ کے چہرہ مبارک کا آخری دیدار بھی نصیب ہوا۔ آپؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کی، علاوہ ازیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک ہاتھوں پر بنفسِ نفیس بیعت کا شرف حاصل ہوا، آپ نے چار خلفاء کا زمانہ دیکھا اور تین خلفاء کے جنازوں میں شرکت کی، نیز ان کے ہاتھوں بیعت کرنا بھی نصیب ہوا''۔

مکرم محمود احمد قریشی معتبر صاحب کی وفات 23 فروری 2012ء کو ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اس وقت آپ کی عمر 80 برس تھی۔ ان کی نماز جنازہ امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم طاہر احمد ملک صاحب نے بیت النور ماڈل ٹاؤن میں پڑھائی، چونکہ آپ موصی تھے لہٰذا جنازہ ربوہ لے جایا گیا جہاں 24 فروری کو ربوہ میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ (اس مضمون کا مواد ''تحدیث افضال الٰہی'' سے لیا گیا ہے، جو مکرم محمود احمد قریشی معتبر صاحب کی خود نوشت سوانح ہے جس کا ''پیش لفظ'' خود انہوں نے لکھا تھا، کتاب میں آپ نے اپنے والد محترم، اپنے خاندان کے بارہ میں اپنی یادداشتیں لکھی ہیں کتاب 134 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس خود نوشت سوانح میں اہل خانہ کے علاوہ سلسلہ کے بزرگوں کے مضامین بھی شامل ہیں، اس مضمون میں شامل خط از مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب (قادیان) خاکسار نے موقع اور ضرورت کی مناسب سے خود شامل کیا ہے، جو پرانے ریکارڈ سے نقل شدہ ہے۔ (م ع ش)۔

صد سالہ خلافت جوبلی ''مجلہ کمیٹی'' لاہور

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ لاہور برائے سال 10-2007

ربوہ میں گروپ فوٹو۔ مکرم مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ، مکرم مرزا غلام احمد صاحب، مکرم حمید نصر اللہ خان صاحب امیر لاہور، نائب امراء لاہور اور عہدیداران زعامت علیا مغلپورہ لاہور۔

---

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

طرح جنت قریب کی گئی ہے۔

جہاں تک پیروں کا ذکر ہے یہ صرف اُس زمانے کے پیر نہیں جیسا کہ میں نے کہا جو حضرت خلیفہ اول میں بیان فرمایا ہے، بلکہ آجکل بھی یہی حال ہے۔ ایک بہت بڑا طبقہ پاکستان میں بھی اور ہندوستان میں بھی بلکہ اکثر مسلمان ممالک میں جاہل لوگوں کا تو ہے ہی، لیکن صرف جاہلوں کا ہی نہیں بلکہ ایسے پڑھے لکھے لوگوں کا بھی ہے جو اپنے آپ کو کم از کم پڑھا لکھا سمجھتے تو ہیں، جن میں ہمارے لیڈر بھی ہیں اور سیاستدان بھی ہیں۔ کئی کا مجھے علم بھی ہے جو نہ نمازیں پڑھیں گے، نہ قرآن پڑھیں گے لیکن پیروں کے مرید ہیں اور اُن کی دعاؤں کو ہی اپنے لئے کافی سمجھتے ہیں۔ اگر جنتیں اس طرح قریب ہونی ہیں اور ملنی ہیں پھر تو قرآنِ کریم کے احکامات کی نعوذ باللہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ قرآنِ کریم کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پس ہم بڑے خوش قسمت ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مان کر جنت کی حقیقت کا پتہ لگایا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ادراک حاصل کیا ہے۔ کئی لوگ مجھے دعا کے لئے کہتے ہیں، تو جب پوچھا کہ تم نمازوں میں باقاعدہ ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ نہیں ہیں۔ تو مَیں تو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ پہلے خود دعا کرو اور اپنی دعا سے میری دعا کی قبولیت میں مددگار بنو اور یہ اس سنت کے مطابق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے لئے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا مَیں دعا کروں گا لیکن تم بھی اپنی دعاؤں سے میری مدد کرو۔

(مسلم کتاب الصلاۃ باب فضل السجود والحث علیہ حدیث نمبر 1094)

پس یہ ہے وہ خوبصورت نقشہ جو ایک مسلمان معاشرے کا ہونا چاہئے کہ اپنے اعمال کی اصلاح کرو، اپنے لئے دعائیں کرو اور جس کو دعا کے لئے کہو اُس کی بھی اپنی دعاؤں کے ذریعے سے مدد کرو۔ دعائیں وہی قبولیت کا درجہ پا سکتی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کی جائیں اَور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور ان دعاؤں میں بھی دین کی برتری کے لئے دعا کو ترجیح دینی چاہئے۔ جب اس سوچ کے ساتھ زندگی بسر ہو رہی ہو گی اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو گی تو پھر وہ عظیم انقلاب بھی پیدا ہو گا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عظیم غلام کو دنیا میں بھیجا تھا اور جس کے آنے سے جنت انسان کے قریب کر دی گئی تھی۔ پس ہر احمدی کو اپنی سوچوں کو اس طریق کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اپنے عملوں کو اس نہج پر بجالانے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 23 ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

سلطان نصیر احمد

# مالی نظام

## (ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

### مالی قربانی مالی کشائش کے مطابق کریں

... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی استعدادیں زیادہ تھیں انہوں نے اس کے مطابق قربانی دی، دوسرے ان کو اللہ تعالیٰ کے اپنے ساتھ اس سلوک کا بھی علم تھا، ان کو پتہ تھا کہ مَیں آج اپنے گھر کا سارا سامان بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی دماغی صلاحیت دی ہے اور تجارت میں اتنا تجربہ ہے کہ اس سے زیادہ مال دوبارہ پیدا کرلوں گا اور توکل بھی تھا، یقین بھی تھا اور یقیناً اُس میں اعلیٰ ایمانی حالت کا دخل بھی تھا۔ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے اپنا جائزہ لیتے ہوئے گھر کا نصف مال پیش کر دیا اور اسی طرح باقی صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق قربانیاں کیں اور کرتے چلے گئے۔ تو ہمیں اس ارشاد کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرہ:287) کو اپنے بہانوں کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہئے، خود اپنے آپ کو دیکھنا چاہئے کہ مالی قربانی کی میرے اندر کس حد تک صلاحیت ہے، کتنی گنجائش ہے۔ کم آمدنی والے لوگ عموماً زیادہ قربانی کرکے چندے دے رہے ہوتے ہیں بہ نسبت زیادہ آمدنی والے لوگوں کے۔ زیادہ پیسے کو دیکھ کر بعض دفعہ بعض کا دل کھلنے کی بجائے تنگ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ ایسی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ موصی بھی بہت کم آمدنی پر چندے دیتے ہیں اور ایسے راستے تلاش کر رہے ہوتے ہیں جن سے ان کی آمدنی کم سے کم ظاہر ہو۔ حالانکہ چندہ تو خدا تعالیٰ کی خاطر دینا ہے۔ ایسے لوگوں کا پھر پتہ تو چل جاتا ہے، پھر وصیت پر زد بھی آتی ہے۔ پھر معذرتیں کرتے ہیں اور معافیاں مانگتے ہیں۔ تو چاہے موصی ہو یا غیر موصی جب بھی مالی کشائش پیدا ہو اس مالی کشائش کو انہیں قربانی میں بڑھانا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری استعدادوں کو، کشائش کو اس لئے بڑھایا ہے کہ آزمائے جائیں۔ یہ دیکھا جائے کہ بیعت کے دعویٰ میں کس حد تک سچے ہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرہ:287) کے ارشاد کے بعد اس ارشاد کو بھی مدّ نظر رکھنا چاہئے کہ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَعَلَیۡہَا مَا اکۡتَسَبَتۡ (البقرہ:287) یعنی نیک کام کا ثواب بھی ملے گا اور اگر ٹال مٹول کر رہے ہو گے تو نقصان بھی ہو گا۔ بہر حال اگر دل میں ذرا سا بھی ایمان ہو تو ایسے لوگ جن کی غلطیوں کی وجہ سے ان سے چندہ نہیں لیا جاتا جب ایسی صورت حال پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ان کی وصیت پہ زد پڑتی ہے یا دوسرے لوگوں کے چندوں پہ۔ تو کیونکہ احمدی ہیں، دل میں نیکی ہوتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے، پھر ان کے دل بے چین ہو جاتے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا پھر معافیاں مانگتے ہیں اور ان کے لئے بات بڑی سخت تکلیف دہ بن رہی ہوتی ہے۔ تو جب نظام جماعت نے یہ اجازت دی ہوئی ہے کہ بعض آدمی مجبوریوں کی وجہ سے شرح کے مطابق چندہ نہیں دے سکتے تو رعایت لے لیں تو سچائی کا تقاضا یہ ہے کہ رعایتی شرح کی منظوری حاصل کر لی جائے، بجائے اس کے کہ غلط بیانی سے کام لیا جائے۔ اور مَیں اس بارے میں کئی دفعہ کہہ بھی چکا ہوں کہ ایسے لوگوں کو بغیر کسی سوال جواب کے رعایت شرح مل جائے گی۔ تو ایک تو جو لوگ اپنی آمد غلط بتاتے ہیں وہ غلط بیانی کی وجہ سے گناہگار ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے اس غلط بیانی کی وجہ سے اپنے پیسے میں بھی بے برکتی پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس خدا نے اپنے فضل سے حالات بہتر کئے ہیں وہ ہر وقت یہ طاقت رکھتا ہے کہ ایسے لوگوں کو کسی مشکل میں گرفتار کر دے۔ پس خدا تعالیٰ سے ہمیشہ معاملہ صاف رکھنا چاہئے۔۔۔۔

### مالی قربانیوں کا جہاد

یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے اس میں ایک جہاد مالی قربانیوں کا جہاد بھی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ اسلام کے دفاع میں لٹریچر شائع ہو سکتا ہے، نہ قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو سکتے ہیں، نہ یہ ترجمے دنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتے ہیں۔ نہ مشن کھولے جا سکتے ہیں، نہ مربیان، (...) تیار ہو سکتے ہیں اور نہ مربیان، (...) جماعتوں میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔ نہ ہی (بیوت الذکر) تعمیر ہو سکتی ہیں۔ نہ ہی سکولوں، کالجوں کے ذریعہ سے غریب لوگوں تک تعلیم کی سہولتیں پہنچائی جا سکتی ہیں۔ نہ ہی ہسپتالوں کے ذریعہ سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جا سکتی ہے۔ پس جب تک دنیا کے تمام کناروں تک اور ہر کنارے کے ہر شخص تک (دین حق) کا پیغام نہیں پہنچ جاتا اور جب تک غریب کی ضرورتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کیا جاتا اس وقت تک یہ مالی جہاد جاری رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی گنجائش اور کشائش کے لحاظ سے ہر احمدی کا اس میں شامل ہونا فرض ہے۔۔۔۔

پس جو چندے کے معاملے میں سستیاں دکھانے والے ہیں وہ اپنے جائزے لیں اور جو جماعتی عہدیدار نئے شامل ہونے والوں کو اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں کرتے وہ بھی ذمہ دار ہیں۔ پس جہاں دین کی نصرت کے لئے آسمان پر شور ہے وہاں ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ان ذمہ داریوں کو بھی ہمیں نبھانا ہو گا۔ اور ہم ہلاکت سے اس صورت میں بچ سکتے ہیں جب اَحۡسِنُوۡا پر عمل کرتے ہوئے اپنے فرائض عمدگی سے ادا کرنے والے ہوں اور اس کے نتیجہ میں خدا کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔

### موصیان کو تمام تحریکات میں چندہ دینا چاہیے

چندوں کے بارہ میں بعض جماعتوں کے بعض استفسار ہوتے ہیں جو بعض لوگوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے بارے میں سمجھتا ہوں کہ وضاحت کر دوں۔ ایک تو یہ کہ آج کل وصیت کی طرف بہت توجہ ہے۔ اور وصیت کی طرف توجہ تو ہوگئی ہے لیکن تربیت کی کافی کمی ہے۔ اس لئے بعض موصیان یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ ہم نے وصیت کی ہوئی ہے اس لئے ہم صرف وصیت کا چندہ دیں گے باقی ذیلی تنظیموں کے چندے یا مختلف تحریکات کے چندے ہم پر لاگو نہیں ہوتے۔ تو یہ واضح ہو، جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اگر تو حالات ایسے ہوں کہ تمام چندے نہ دے سکتے ہوں تو اس کی اجازت لے لیں۔ ورنہ توقع ایک موصی سے یہ کی جاتی ہے کہ ایک موصی کا معیار قربانی دوسروں کی نسبت، غیر موصی کی نسبت زیادہ ہونا چاہئے۔ تو اگر وصیت کا صرف کم سے کم 1/10 حصہ سے دے کر باقی چندے نہیں دے رہے تو ہو سکتا ہے غیر موصی دوسرے چندے شامل کرکے موصیان سے زیادہ قربانی کر رہے ہوں۔ تو اس لحاظ سے واضح کر دوں کہ کوئی بھی چندہ دینے والا، چاہے وہ موصی ہیں یا غیر موصی ہیں اگر توفیق ہے تو تمام تحریکات میں چندے دینے چاہئیں کیونکہ ہر تحریک اپنی اپنی ضرورت کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔

پھر ایک چیز یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اصل مقصد چندوں کا اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے، نہ کہ پیسے اکٹھے کرنا۔ اس لئے بالکل صحیح طریق سے بغیر کسی چیز کو، اپنی آمد کو چھپائے بغیر، اپنے بجٹ بنوانے چاہئیں جو کہ سال کے شروع میں جماعتوں میں بنتے ہیں۔ اور بجٹ بہرحال صحیح آمد پہ بننا چاہئے۔ اس کے بعد اگر توفیق نہیں تو چندوں کی چھوٹ لی جا سکتی ہے۔

### نومبائعین کو مالی نظام میں شامل کریں

پھر ایک اور بات ہے جس کی طرف مَیں عرصے سے توجہ دلا رہا ہوں کہ نومبائعین کو مالی نظام میں شامل کریں۔ یہ جماعتوں کے عہدیداروں کا کام ہے۔ جب نومبائعین مالی نظام میں شامل ہو جائیں گے تو جماعتوں کے یہ شکوے بھی دور ہو جائیں گے کہ نومبائعین سے ہمارے رابطے نہیں رہے۔ یہ رابطے پھر ہمیشہ قائم رہنے والے رابطے بن جائیں گے اور یہ چیز ان کے تربیت اور ان کے تقویٰ کے معیار بھی اونچے کرنے والی ہو گی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم میں مالی قربانیوں کے بارے میں بے شمار ہدایات ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ جو بھی فضل فرماتا ہے ان کو اس میں بھی شامل کرنا چاہئے۔

### زکوٰۃ کی ادائیگی ضرور کریں

پھر زکوٰۃ کی ادائیگی کے بارے میں بعض سوال ہوتے ہیں۔ یہ بنیادی حکم ہے۔ جن پر زکوٰۃ واجب ہے ان کو ضرور ادا کرنی چاہئے اور اس میں بھی کافی گنجائش ہے۔ بعض لوگوں کی رقمیں کئی کئی سال بنکوں میں پڑی رہتی ہیں اور ایک سال کے بعد بھی اگر رقم جمع ہے تو اس پہ بھی زکوٰۃ دینی چاہئے۔ پھر عورتوں کے زیورات ہیں ان پر زکوٰۃ دینی چاہئے۔ جو کم از کم شرح ہے اس کے مطابق ان زیورات پہ زکوٰۃ ہونی چاہئے۔ پھر بعض زمینداروں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ان کو اپنی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے۔ تو یہ ایک بنیادی حکم ہے اس پر بہرحال توجہ

دینے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ31مارچ2006ء، الفضل انٹرنیشنل 21 تا27اپریل 2006ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ سوم،ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ) ص 207 تا 210)

## نظام جماعت کو اخراجات کے بارہ احتیاط کرنی چاہیے

جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوشش کرتی ہے کہ کم از کم وسائل کو زیر استعمال لا کر زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے۔ یہ معاشیات کا سادہ اصول ہے۔ اور دوسری دنیا میں تو پتہ نہیں اس پر عمل ہو رہا ہے کہ نہیں لیکن جماعت اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے اور کرنی چاہئے۔ جو بھی جماعتی عہدیدار منصوبہ بندی کرنے والے یا کام کرنے والے یا رقم خرچ کرنے والے مقرر کئے گئے ہوں ان کو ہمیشہ اس کے مطابق سوچنا چاہئے اور منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔بعض دفعہ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں اس لئے جیسا کہ میں نے کہا کہ جو ذمہ دار افراد ہیں وہ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا کریں کہ جماعت کا ایک ایک پیسہ بامقصد خرچ ہونا چاہئے۔ جماعت میں اکثریت ان غریب لوگوں کی ہے جو بڑی قربانی کرتے ہوئے چندے دیتے ہیں اس لئے ہر سطح پر نظام جماعت کو اخراجات کے بارے میں احتیاط کرنی چاہئے کہ ہر پیسہ جو خرچ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ ہو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی پر خرچ ہو۔ جب تک ہم اس روح کے ساتھ اپنے اخراجات کرتے رہیں گے، ہمارے کاموں میں اللہ تعالیٰ بے انتہا برکت ڈالتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ابھی تک جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک ہے کہ جہاں کسی کام پر دوسروں کا ایک ہزار خرچ ہو رہا ہو وہاں جماعت کو ایک سو خرچ کرکے وہ مقاصد حاصل ہو جاتے ہیں۔ تو جب تک اس طرح جماعت احتیاط کے ساتھ خرچ کرتی رہے گی، برکت بھی پڑتی رہے گی۔ جہاں قربانیاں کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی قربانیاں تمام قسم کی بدظنیوں سے بالا ہو کر پیش کریں گے اور جماعت کے افراد اسی سوچ کے ساتھ کرتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ خرچ کرنے والے احتیاط سے خرچ کرنے والے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے۔

## چندہ پر معترض لوگ

بعض لوگ ایسے بھی ہیں، چند ایک ہی ہیں، جو مالی لحاظ سے بہت وسعت رکھتے ہیں لیکن چندے اس معیار کے نہیں دیتے اور یہ باتیں کرتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ جماعت کے پاس تو بہت پیسہ ہے اس لئے جماعت کو چندوں کی ضرورت نہیں ہے، جو ہم دے رہے ہیں ٹھیک ہے۔ جماعت کے پاس بہت پیسہ ہے یا نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پیسے میں جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ برکت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے معترضین اور مخالفین کو بھی یہ بہت نظر آتا ہے۔ معترضین تو شاید اپنی بچت کے لئے کرتے ہیں اور مخالفین کو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کئی گنا کرکے دکھا رہا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ برکت ڈالتا ہے اور بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ مَیں نے یہاں بعض اپنوں کا ذکر کیا تھا جو کہتے ہیں کہ پیسہ بہت ہے اس لئے یہ بھی ہونا چاہئے اور یہ بھی ہونا چاہئے اور خود ان کے چندوں کے معیار اتنے نہیں ہوتے۔ عموماً جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی منصوبہ بندی سے خرچ کرتی ہے۔ اس لئے ایسی باتیں کرنے والے بے فکر رہیں اور چندہ نہ دینے کے بہانے تلاش کرنے کی بجائے اپنے فرائض پورے کریں۔

## چندوں کی تحریک ہمیشہ ہوتی رہے گی

چندوں کی تحریک تو ہمیشہ جماعت میں ہو گی، ہوئی اور ہوتی رہے گی کہ ایمان میں مضبوطی کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہمیں بتایا ہے۔ دنیا کی تمام منصوبہ بندیوں میں مال کی ضرورت پڑتی ہے، اس کا بہت زیادہ دخل ہے اور یہ منصوبہ بندی جس میں مال دین کی مضبوطی کے لئے خرچ ہو رہا ہو اور جس کے خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دے رہا ہو کہ تمہارے خوف بھی دور ہوں گے اور تمہارے غم بھی دور ہوں گے اور اجر بھی اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اتنا اجر ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ہے تو اس سے زیادہ مال کا اور کیا بہتر استعمال ہو سکتا ہے۔ ہر دینے والا جب اس نیت سے دیتا ہے کہ مَیں دین کی خاطر دے رہا ہوں تو اس نے اپنا ثواب لے لیا۔ کس طرح خرچ کیا جا رہا ہے، اول تو صحیح طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں تھوڑی بہت کمزوری ہے بھی تو چندہ دینے والے کو بہرحال ثواب مل گیا۔ اس لئے ہمیشہ ہر وہ احمدی جس کے دل میں کبھی انقباض پیدا ہوا ہو وہ اپنے اس انقباض کو دور کرے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس لگا کر وصول کرتی ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادے پر چھوڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ بندے کی مرضی پر چھوڑ کر پھر اس کا اجر بھی بے حساب دیتا ہے۔ پابند نہیں کر رہا کہ اتنا ضرور دینا ہے۔ چھوڑ بھی بندے کی مرضی پر رہا ہے، ساتھ فرما رہا ہے جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر بھی دوں گا۔ صرف یہ ہے کہ خرچ کرنے والے کی نیت نیک ہونی چاہئے۔ اس سے زیادہ سستا اور عمدہ سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12جنوری 2007ء، الفضل انٹرنیشنل 02فروری تا 08 فروری 2007ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ چہارم، ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ص 138 تا 140)

## مالی قربانی کی طرف توجہ کریں

دوسری بات جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے نمازوں کے ساتھ مالی قربانیوں کی طرف توجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً احمدی مالی قربانی کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ لیکن اس میں بھی یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ جو قربانیاں کرنے والے ہیں بار بار ہر مالی قربانی میں وہی لوگ حصہ ڈالتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک طبقہ جن کی کشائش بہت زیادہ ہے، جن کی استطاعت زیادہ ہے، وہ اس کے مطابق اپنے چندوں کی ادائیگی نہیں کرتے۔ میں نے نماز کے سلسلے میں ذکر کیا تھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ تمکنت عطا کرنے کا وعدہ فرماتا ہے، وہاں اسے اپنی عبادت سے مشروط کرتا ہے اور اگلی آیت میں عبادت کی وضاحت کی کہ نماز کو قائم کرنے والے لوگ ہوں گے۔ لیکن جہاں یہ ذکر ہے کہ نماز کو قائم کرنے والے ہوں گے وہ صرف نماز کے بارے میں ہی نہیں فرمایا، بلکہ ساتھ ہی فرمایا کہ وَاٰتُوالزَّکٰوۃَ کہ زکوٰۃ ادا کرو۔ زکوٰۃ اور مالی قربانی بھی استحکام خلافت اور تمہارے اس انعام پانے کا ذریعہ ہے۔ اور پھر آگے فرمایا وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے اس کے مسیح و مہدی کو مانا جس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کی دائمی خوشخبری فرمائی تھی۔

## جماعت میں نظام زکوٰۃ رائج ہے

پس خلافت کا نظام بھی اطاعت رسول کی ایک کڑی ہے اور اس دور میں اگر دین کی ضروریات کے لئے مالی تحریکات کی جاتی ہیں جو اگر زکوٰۃ سے پوری نہ ہوسکیں تو یہ عین اللہ اور رسول کی منشاء کے مطابق ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زکوٰۃ سے بڑھ کر جو اخراجات ہوتے تھے ان کے لئے چندہ لیا جاتا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ زکوٰۃ کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر آتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بہت سی ضروریات کے لئے مالی قربانی کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس لئے ایک تو میں یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ جماعت میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ زکوٰۃ کا نظام رائج نہیں اور ہم اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ جماعت میں زکوٰۃ کا نظام رائج ہے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے ان کو ادا کرنی چاہئے۔ بعض منافق طبع یا کمزور لوگ یا لاعلم کہنا چاہئے، بعض دفعہ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بعض ذہنوں میں یہ سوال ڈالتے ہیں اور نئے شامل ہونے والے احمدی اس سے بعض دفعہ ٹھوکر بھی کھاتے ہیں کہ جماعت چندے کے اسلامی طریق کو رائج کرنے کی بجائے اپنا نظام چلاتی ہے۔ ایک تو زکوٰۃ ہر ایک پر فرض نہیں ہے، اس کی کچھ شرائط ہیں جن کے ساتھ یہ فرض ہے اور دوسرے اس کی شرح اتنی کم ہے کہ آجکل کی ضروریات یہ پوری نہیں کرسکتی۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی زائد ضروریات کو پورا کرنے کے لئے، زکوٰۃ کے علاوہ زائد چندے لئے جاتے تھے۔ زکوٰۃ کی اہمیت اور فرضیت سے کسی کو انکار نہیں۔ اس لئے جن پر زکوٰۃ فرض ہے، ان کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ زکوٰۃ دینی لازمی ہے وہ ضرور دیا کریں اور خاص طور پر عورتوں پر تو یہ فرض ہے جو زیور بنا کر رکھتی ہیں۔ سونے پر زکوٰۃ فرض ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ13اپریل 2007ء،الفضل انٹرنیشنل 04 تا 10 مئی 2007ء، مشعل راہ جلد پنجم حصہ چہارم،ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ص 183 تا 184)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

## آج کی دعا

اے پیارے خدا!اس پیارے نبی ﷺ پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

(اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلدنمبر 8 صفحہ 308)

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا بارگاہِ رسالت ﷺ میں نذرانہ درود ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کو مسلسل درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

پس درود کا حقیقی ادراک اگر کسی نے آج دنیا کو دینا ہے تو ہم احمدیوں نے دینا ہے۔ اس لیے اس رمضان میں جہاں درود کی طرف زیادہ توجہ دیں وہاں اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس درود کی قبولیت کے لیے ضروری ہیں اور اگر یہ قبول ہو جائے تو انسان کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے،اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں،اس کی روحانی حالت بہتر ہوتی ہے، عشقِ رسول میں حقیقی ترقی ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب پاتا ہے اور حقیقی درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر پھر ان کی امّت کی ترقی کے سامان کر رہا ہوتا ہے۔ درود شریف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے مزید ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی مومنوں کو فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔

(الاحزاب:57)

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے بھی رسولؐ پر درود بھیجتے ہیں۔ اب یہاں یہ بات اَور بھی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی دعا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر آن آپؐ کے درجات بلند کرتا چلا جا رہا ہے اور آپؐ کی عظمت اور شان کو قائم رکھنے کے لیے سامان مہیا کرتا چلا جا رہا ہے اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی یہ ذمہ داری لگائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر حقیقی عمل کرنے والے بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ اس سے تم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور فرشتوں کی دعاؤں سے بھی فیض حاصل کرو گے کیونکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فرشتے درود بھیجیں گے تو ان کا فیض آپؐ کی حقیقی امّت کو بھی اور ماننے والوں کو بھی پہنچے گا اور جب یہ فیض ہمیں پہنچے گا تو پھر شکر گزاری کا تقاضا ہے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر درود بھیجنے والے بنیں اور یہ درود اور شکر گزاری ایسا نہ ختم ہونے والا ایک سلسلہ ہے جو ایک حقیقی مومن کو فیضیاب کرتا چلا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 30/ اپریل 2021ء)

مرسلہ:مریم رحمٰن

## چھوٹی مگر سبق آموز بات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ان لوگوں (ارادتمندوں) کا تعلق میرے ساتھ درخت کی شاخوں کی طرح ہے۔جس جس قدر وہ شاخیں قریب ہیں اور اپنی سبزی اور زندگی میں تروتازہ ہیں اسی قدر زیادہ وہ اس غذا کو جو جڑ کے ذریعہ درخت حاصل کرتا ہے یہ جذب کرتی ہیں۔ اگر کوئی شاخ خشک ہو تو ہر چند وہ درخت کے ساتھ تعلق بھی رکھتی ہو لیکن اس غذا سے کوئی حصہ نہیں پا سکتی۔ اسی طرح پر شاگرد اور مرید شاخوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 243)

| 09جولائی2021ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 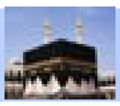 | 04:18 | 19:07 |
| مدینہ منورہ | 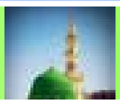 | 04:09 | 19:14 |
| قادیان | 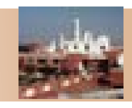 | 03:52 | 19:37 |
| ربوہ | 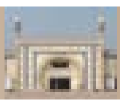 | 03:32 | 19:17 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 03:29 | 21:17 |